بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ✦ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

خطبہ نمبر ۱۴

فون ۴۴۵

جلد ۳۶/۷۳ | پیر ۲ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ ✦ ۲۳ شہادت ۱۳۶۳ ہش ✦ ۲۳ اپریل ۱۹۸۴ء | نمبر ۹۴

اخبارِ احمدیہ

۲۲ شہادت / اپریل۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں

ربوہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے تاہم کمزوری بہت ہے

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے تین رؤیا دکھائے ہیں جو جماعت کے حق میں بہت ہی مبشر اور مبارک ہیں

خوشخبریوں کا ملنا اپنے اندر یہ پیغام رکھتا ہے کہ ان بشارتوں کے اہل اور مستحق بننے کی کوشش کرو

دعا کے فلسفہ کو سمجھ کر دعاؤں سے کام لینا بھی بہت ضروری ہے۔ دعا کے بغیر کوئی محنت ثمر بار نہیں ہوا کرتی

یہی خوشخبریاں اللہ تعالیٰ عطا کرتا جاتا ہے میرے دل میں یہ فکر بڑھتا جاتا ہے کہ کاش ہم عبد شکور بن سکیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خالص محبت عطا کرے، عبد شکور بنائے اور یہ طاقت بخشے کہ غم اور خوشیاں دونوں ہمیں خدا کی طرف لے جائیں!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۷ تبلیغ ۱۳۶۳ ہش مطابق ۷ فروری ۱۹۸۴ء بمقام ناصر آباد سندھ

مرتبہ: مکرم محمد یوسف سلیم صاحب ملک ایم اے انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ (نوٹ: یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"پرسوں رات اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے

تین مبشر رؤیا

دکھائے جو جماعت کے حق میں بہت ہی مبشر اور مبارک ہیں۔

مختصر نظارے تھے لیکن یکے بعد دیگرے ایک ہی رات میں یہ تین نظارے دیکھے اور اس مضمون کو زیادہ قوت دینے کے لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کے لئے خوشخبری ہے ایک عجیب واقعہ ہوا کہ میرے ساتھ کے کمرے میں عزیزم مرزا لقمان احمد سوتے ہیں، وہ جب صبح نماز کے لئے اٹھے تو ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے القاء کیا کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ خوشخبری دی ہے۔ تو ان کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میں پوچھوں کہ رات کیا بات ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ پس بیک وقت یہ دونوں باتیں مزید اس بات کو یقین میں بدل دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ساتھ خاص نصرت اور حفاظت کا معاملہ فرمائے گا۔

میں نے پہلی رؤیا میں یہ دیکھا کہ ایک برآمدہ میں ایک مجلس لگی ہوئی ہے جس میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ دوسرے احمدی احباب کرسیوں پر بیٹھے آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔ میں بھی اس مجلس میں جاتا ہوں تو خواب میں مجھے کوئی تعجب نہیں ہوتا بلکہ یہ علم ہے کہ اس وقت میں خلیفۃ المسیح ہوں اور یہ بھی علم ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس بات میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے یعنی ذہن میں یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ آپ فوت شدہ ہیں اس نظارے سے طبیعت میں کسی قسم کا کوئی تردد نہیں پیدا ہوتا۔ چنانچہ جب آپ کی مجھ پر نظر پڑتی ہے تو ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص جس کا چہرہ میں پہچانتا نہیں اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہیں لیکن میں ان کے نام نہیں جانتا۔ لیکن جو آپ کے قریب آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کو اشارہ سے فرماتے ہیں کرسی خالی کرو اور مجھے پاس بٹھا کر مصافحہ کرتے ہیں اور میرے ہاتھ کو اسی طرح بوسہ دیتے ہیں جس طرح کوئی خلیفۂ وقت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے۔ اور مجھے اس سے شرمندگی ہوتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تم خلیفۃ المسیح ہو۔ لیکن طبیعت میں سخت شرم محسوس ہوتی ہے اور انکسار پیدا ہوتا ہے۔ میں فوراً آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں تو آپ یہ بتانے کے لئے کہ میرا بوسہ باقی رہے گا تمہارے بوسے سے۔ یہ (CANCEL) منسوخ نہیں ہوتا۔ دوبارہ میرے ہاتھ کو کھینچ کر پھر بوسہ دیتے ہیں۔ اور پھر میں محسوس کرتا ہوں کہ اب تو اگر میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا تو ختم نہیں ہوگا اس لئے اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں اصرار بند کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے فرماتے ہیں کہ اب تو تم خلافت کا پوری طرح چارج لے لو۔ اب مجھے رخصت کرو۔ یعنی میری ساتھ رہنے کی

پبلشر مسعود احمد۔ پرنٹر سید عبدالحی۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب ضرورت کیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں ایک حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ خلافت کوئی شریکا نہیں۔ دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں کسی قسم کا حسد یا مقابلہ ہو بلکہ یہ ایک نعمت ہے اور انعام ہے۔ میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ صاحب انعام لوگوں میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور پیار کا تعلق ہوتا ہے اور کسی قسم کا حسد یا مقابلہ نہیں ہوتا۔ تو یہ مفہوم میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تو یہ نظارہ ختم ہو جاتا ہے۔

ہاں ایک اور بات بھی آپ نے مجھے خواب میں کہی جو مبارک ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں نے ایک بات کہی ہے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں اچھی ہوگی۔ اس کے بعد یہ نظارہ ختم ہو گیا تو کچھ دیر کے بعد اسی رات خواب میں صرف یہ چھوٹا سا نظارہ دیکھا ہے کہ

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی اور ہماری بھوجی ہیں وہ میرے گھر میں داخل ہو رہی ہیں اور اس کے سوا اور کوئی نظارہ نہیں ہے۔ صرف میں ان کو گھر میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں اور خواب ختم ہو جاتی ہے۔

تیسری خواب یہ دیکھی کہ ایک میز چنی ہوئی ہے اور اس پر ہم کھانا کھا رہے ہیں اور میری دائیں جانب حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم بیٹھی ہوئی ہیں اور بڑے خاص پیار اور محبت کے ساتھ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔ پس یہ تینوں خوابیں جو اوپر تلے نظر آئیں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کی طرف دلالت کر رہی ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت کو غیر معمولی نصرت بھی عطا فرمائے گا اور اگر کچھ حالات مخدوش ہوئے تو خدا خود ہماری حفاظت بھی فرمائے گا۔ اور ہمیں کسی غیر کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ اور پھر انجام میں خدا تعالیٰ ایک دعوت دکھاتا ہے اور نواب مبارکہ بیگم جن کے متعلق الہاماً خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا ایسی آئی جنیں ایہہ مصیبت پائی"۔ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پنجابی میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم کے متعلق ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ نام بھی مبارک ہے اور ان کی معیت بھی مبارک ہے اور کبھی یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ آئیں اور کوئی مصیبت ساتھ باقی رہے ان کے آنے سے مصیبتیں ٹل تو جائیں گی۔ اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔

پس معنوی لحاظ سے بھی اور الہامات کی روشنی میں بھی یہ خوابیں اور پھر جس ترتیب میں آئی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مبارک ہیں۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ جلد جلد انشاء اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو

غیر معمولی تائیدی نشان

دکھائے گا۔ لیکن ان مبشرات کا ایک تقاضا بھی ہے اور اس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ کچھ تائیدی نشان دکھاتا ہے تو اس کے مقابل پر جماعت پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور پہلے خوشخبریاں دکھانا اپنے اندر ایک یہ پیغام بھی رکھتا ہے کہ ان خوشخبریوں کے اہل بننے کی کوشش کرو اور ان کے مستحق بننے کے لئے جد و جہد کرو۔

جہاں تک محنت اور کوشش کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ جماعت پہلے کی نسبت بہت تیزی کے ساتھ مستعد ہوتی جا رہی ہے۔ ایسی جماعتیں جہاں دعوت الی اللہ کا کوئی گمان بھی نہ تھا اور کوئی تصور بھی نہ تھا اور اس ضلع میں بھی ایسی جماعتیں موجود ہیں جو خدا کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہو رہی ہیں اور جس طرح ایک جھنجھناہٹ ہوتی ہے اس طرح جماعت میں ایک رو چلی ہوئی ہے کہ ہم اپنے رب کی طرف اس کے بندوں کو بلائیں اور کامیاب دعوت الی اللہ دیں۔

یہ جذبہ اور شوق تو ہر جگہ موجود ہے لیکن ہر جگہ برابر پھل نہیں لگ رہے بعض علاقوں میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی تیزی سے دعوت الی اللہ کے کام کو روحانی ثمر عطا ہو رہے ہیں اور کوششوں کے بہت ہی میٹھے پھل مل رہے ہیں لیکن بعض علاقوں میں کام کی رپورٹیں تو ہیں لیکن ان کا پھل نظر نہیں آ رہا یعنی جتنا ان کا کام نظر آتا ہے۔ اس کی نسبت سے ان کی محنت کو پھل نہیں لگ رہا۔ ان حالات میں جائزہ لینے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو

دعا کی طرف خصوصیت سے توجہ

دلاؤں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دعا کے بغیر کوئی محنت بھی ثمر بار نہیں ہوا کرتی۔ جن جگہوں پر اللہ تعالیٰ محنت کو زیادہ پھل دے رہا ہے وہاں معلوم ہوتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو میرے علم میں وہ لوگ ہیں جو بہت دعا گو ہیں اور کثرت کے ساتھ دعا کرتے ہیں اور ان میں کوئی تکبر نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں کچھ ہوگا۔ وہ کلیتہً عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سپرد معاملات کرتے ہیں اور محنت کرنے کے باوجود فخر نہیں کرتے بلکہ شرم محسوس کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے کمی رہ گئی ہے اور وہ خود بھی دعا کرتے ہیں اور مجھے بھی دعا کے لئے لکھتے ہیں کہ جتنی کوشش کرنی چاہیئے تھی وہ اتنی کوشش کر نہیں سکے اور ان کی کوشش میں خامیاں رہ گئی ہیں۔ ایسی جگہوں میں خدا کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام کو پھل عطا ہو رہے ہیں اور حیرت انگیز طور پر ان کی باتوں میں اثر پیدا ہو رہا ہے اور جہاں ان کی باتیں اثر پیدا نہیں کرتیں وہاں اللہ تعالیٰ رؤیا اور مبشرات کے ذریعہ لوگوں کو کھینچ کر لا رہا ہے۔

پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن علاقوں میں محنت تو موجود ہے لیکن محنت کو پھل نہیں لگ رہا وہاں دعاؤں میں کمی ہے یا

اپنی کوششوں پر انحصار

زیادہ ہو گیا ہے یا ایک قسم کا فخر اور تکبر کا کیڑا پیدا ہو گیا ہے کہ ہم لوگ گویا اپنے زور بازو سے تبدیلی پیدا کر لیں گے۔ ایسا واقعہ کبھی رونما نہیں ہوا۔ روحانی دنیا کے انقلابات ہمیشہ منکسر بندوں کو عطا ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور کامل عاجزی کرتے ہیں اور عاجزی کا رویہ اختیار کرتے ہیں وہ اپنے اوپر انحصار نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے فضلوں پر انحصار کرتے ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام انبیاء نے جب اپنی ساری کوششیں کر لیں اور ساری ظاہری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ تب ان کی توجہ بشدت دعا کی طرف منتقل ہوئی اور پھر یہ دعا ہی تھی جس نے انقلاب برپا کیا۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیات سے استنباط کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو توجہ دلاتے ہیں کہ ان قرآنی بیانات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روحانی جماعتوں کو کوشش تو بہرحال کرنی چاہیئے اور کوشش میں انتہاء کر دینی چاہیئے اپنی طاقت کے لحاظ سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیئے۔ لیکن یہ خیال کہ ان کی کوشش کامیاب ہو جائیگی اور دنیا کو بدل دے گی یہ غلط خیال ہے۔ یہ جھوٹا وہم ہے۔ پوری کوشش کرنے کے بعد بھی ان کے

بار آور ہونے کا انحصار

اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ آپ مثالیں دیتے ہیں کہ انبیاء سے بہتر کوشش اور کون کر سکتا ہے لیکن جب ان کی کوششیں بظاہر بے کار ہوتی ہوئی دکھائی دیں ان کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تھا تب بڑے زور سے جب وہ خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوئے تو اچانک وہ انقلابات رونما ہونے شروع ہو گئے جن کا وعدہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی اس آیت سے بھی استنباط فرماتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ"

(ابراھیم آیت: ۱۶)

کہ جب انہوں نے دیکھا کہ ظلم حد سے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور متکبر اور سرکش لوگ باز نہیں آتے۔ وہ ان کو سمجھانے کی جتنی دفعہ بھی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس کو رد کر دیتے ہیں۔ تب وہ خدا کی طرف متوجہ ہوئے وَاسْتَفْتَحُوْا اور عرض کیا کہ اے اللہ! ہم فتح تجھ سے مانگتے ہیں، ہماری کوئی کوشش کامیاب نہیں۔ ہماری ساری تدبیریں ناکام ہیں اب ہم تیرا در کھٹکھٹاتے ہیں اور بڑے عجز کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! تو ہمیں فتح عطا فرما۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں کہ جب انھوں نے یہ کہا اور یہ طریق اختیار کیا تو خَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ۔ خدا نے ہر سرکش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کی ہر تدبیر کو ناکام کر دیا۔ اور اس کی ہر طاقت کو کمزوری میں بدل دیا۔ اور کامل طور پر فتح عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی مثال دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نوحؑ کے اختیار میں کب تھا کہ وہ مخالفین کو ہلاک کرتے۔ یہ ان کی دعا ہی تھی جو آسمان سے پانی بن کر برسی اور زمین نے چشمے اگل دیئے جس نے ان کے سارے مخالفین کو ہلاک کر دیا اور ان کے تمام متبعین کو غیر معمولی طور پر اس ہلاکت سے بچا لیا۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اسی زمانہ کا نوحؑ بنایا ہے۔

پس آپ لوگ جو

نوحؑ کی کشتی میں بیٹھنے والے

ہیں۔ اگر آپ واقعتہً دنیا کو ہلاکت سے بچانا چاہتے ہیں اور خود بھی ہلاکت سے بچنا چاہتے ہیں تو دعائیں کریں۔ واستفتحوا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور نکتہ کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ پہلے انبیاءؑ سے میری مشابہت ایسی نہیں کہ محدود ہو یعنی ان کی کامیابیوں تک محدود ہو بلکہ مجھ میں اور گزشتہ انبیاء میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ایک فرق پڑ چکا ہے۔ مثلاً ایک فرق آپ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے جب دعا کی تو وہ تقدیر جو بظاہر مبرم نظر آتی تھی کہ صلیب پر اس مسیح کا مرنا مقدر ہے اور صلیب سے کوئی بچتا دیکھا نہیں گیا تھا اللہ تعالیٰ نے مسیحؑ کی دعا سے مسیحؑ کو اس ہلاکت سے بچا لیا۔ اور بظاہر غالب تقدیر کو ٹال دیا۔ فرمایا مجھ میں اور مسیحؑ میں فرق یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاتے کا اتنا فکر مند نہیں جتنا

زمانہ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے

بیقرار ہوں۔ اور میری دعاؤں سے اللہ تعالیٰ زمانہ کو بچائے گا۔ انسان کو ہلاکت سے بچائے گا۔ اور ان دونوں چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے اس لئے آپ بھی نوحؑ کی کشتی میں بیٹھ کر یہ دعا نہ کریں کہ دنیا ہلاک ہو اور آپ بچائے جائیں۔ بلکہ مسیح موعودؑ کے غلام ہونے کے لحاظ سے آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ یہ دعا کریں کہ اے خدا! دنیا کو بھی ہلاکت سے بچا اور ہمیں بھی ہلاکت سے بچا۔

لیکن دعائیں کرنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ کچھ لوازمات ہیں وہ ضرور پورے ہونے چاہئیں۔ محض منہ کی دعائیں تو کام نہیں آیا کرتیں۔ بہت سے لوگ یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہم تو بہت دعائیں کرتے ہیں ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، دعا کے فلسفہ کو بار بار سمجھنا چاہیئے اور یہ فلسفہ بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں ملتا ہے۔ آپؑ نے دعا کے مضمون کو اتنی تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ آپ کے سوا کوئی بھی انسان ایسا نہیں ملے گا جس نے قرآن کریم اور سنت نبویؐ سے استنباط کرتے ہوئے قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمودات پر مبنی

دعا کا فلسفہ

بیان کیا ہو اور اتنی باریکی اور اتنی تفصیل سے بیان کیا ہو۔ بڑے بڑے عارف باللہ گزرے ہیں لیکن اس قسم کی توفیق کسی کو عطا نہیں ہوئی بلکہ جس تفصیل سے اور جس باریکی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی طرف توجہ دلائی اور اس کا فلسفہ بیان فرمایا اس کا ہزارواں حصہ بھی وہ بیان نہیں کر سکے کیونکہ وہ اس قدر صاحب تجربہ نہ تھے۔ اس لئے دوست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں تو آپ کے سارے شکوے دور ہو جائیں گے کہ اگر خدا آپ کی دعا نہیں سنتا تو کیوں نہیں سنتا؟ اور وہ بیماریاں معلوم ہو جائینگی جن کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور وہ گر معلوم ہوں گے جن کی وجہ سے

دعاؤں میں غیر معمولی قوت

پیدا ہوتی ہے۔ ہر احمدی کو دعا کے معاملہ میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا چاہیئے دعا کے لئے خلیفۂ وقت کو یا کسی بزرگ کو لکھنا ایک روحانی تعلق کے لئے ضروری ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض مناصب کی عزت رکھتا ہے اور ان سے نصرت کا خاص سلوک فرماتا ہے اس لئے زیادہ دعائیں قبول بھی کرتا ہے۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے ہرگز کافی نہیں ہے۔ کافی یہ ہوگا کہ ہر احمدی دعا گو احمدی بن جائے اور دعاؤں کا گر سیکھ لے اور مقبول الدعوات بن جائے۔ اس کی دعائیں عرش پر سنی جائیں اور مقبول ہوں اور وہ اپنے علاقہ کے لئے ولی بن جائے جس کی برکت سے علاقہ کی تقدیر بدل جائے۔ ہمیں تو بکثرت بلکہ لکھوکھا ایسے اولیاء کی ضرورت ہے جو خود دعا گو ہوں اور جن کی دعا کو خدا پیار اور محبت کی نظر سے دیکھنے والا ہو اس لئے

دعا کے فلسفے کو سمجھنا بڑا ہی ضروری ہے

دوست اس طرف بار بار توجہ کریں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بعض لوگ صرف اپنی غرض کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں ان کی دعائیں اور ان لوگوں کی دعاؤں میں فرق ہے جو غیروں کی اغراض کے لئے دعا کرتے ہیں جو دوسروں کا دکھ محسوس کر کے ان کے لئے تڑپتے اور ان کے لئے بیقرار ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی دعائیں اگر وہ اپنے لئے نہ بھی کریں تب بھی قبول ہو رہی ہوتی ہیں خدا کی نظر ان پر ہوتی ہے کیونکہ ان کی نظر خدا کے بندوں پر ہوتی ہے اس لئے دعا کی قبولیت کا ایک یہ گر بھی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ عین مصیبت پڑ جائے تو پھر دعا کی طرف توجہ پیدا ہو تو اس میں خدا تعالیٰ سے استغناء کا ایک رنگ پایا جاتا ہے۔ یعنی عام طور پر تو خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر نہ ہو لیکن جب مصیبت پڑے تو آ گئے ایسے شخص کی مثال ویسی ہی ہے جیسے آپ کے پاس کوئی شخص ویسے تو قریب نہ پھٹکے اور آپ سے کوئی تعلق ظاہر نہ کرے لیکن جب کام پڑے تو آیا کرے۔ ایک دو دفعہ تو شاید آپ حسن سلوک بھی کر لیں اس کے بعد آپ اس سے بہت تنگ آ جائیں گے کہ یہ تو بڑا خود غرض انسان ہے صرف اس وقت آتا ہے جب اس کو کوئی مصیبت پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ اس کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ انسان اپنی فطرت میں ڈوب کر خدا کے رنگ سیکھ سکتا ہے اور اپنے رب کو پہچان کر اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دعا میں یہ رنگ پیدا کرو کہ ابھی تمہیں کوئی ضرورت نہ بھی پڑی ہو کوئی مشکل نہ بھی ہو تب بھی اپنے رب سے پیار کا تعلق بڑھاؤ اور اس سے دعائیں کرتے رہو۔ فرمایا بعض اوقات بعض مصیبتیں اس طرح اچانک آ جایا کرتی ہیں کہ اگر پہلے سے

دعاؤں کا خزانہ

موجود نہ ہو تو اس وقت دعا کا وقت بھی انسان کو نہیں ملتا۔ بعض ناگہانی آفات ہیں، بعض اچانک رونما ہونے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حادثات ہیں فرمایا کہ اس کے لئے اہل اللہ کے کام آنے والے دعا کے پہلے سے مقبول خزانے موجود ہوتے ہیں جو ان کے کام آتے ہیں۔ پس یہ دعا کی قبولیت کا ایک اور گر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔

دعا کے مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف فرمودات پر نظر ڈالنے سے خلاصۃً تین چیزیں ایسی ملتی ہیں جن کے بغیر دعا میں طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ دعا یا تو غم سے قوت پاتی ہے یا دعا شکر سے قوت پاتی ہے اور یا محبت سے قوت پاتی ہے۔ یعنی غم کے مقابل پر خوشی ہے اور یہاں خوشی سے مراد وہ خوشی ہے جو شکر میں ڈھل جاتی ہے۔ اور یہ تینوں باتیں قرآن کریم سے ہی نکلی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مختلف رنگ میں اس مضمون کو بیان فرمایا۔ تو وہ شخص جو دعا کرتے وقت غمگین نہ ہو اور نہ ہی احساس شکر رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کر کے اور ان خوشیوں کو پیش نظر رکھ کر جو خدا نے عطا فرمائیں اور اسی طرح وہ شخص بھی جو خدا تعالیٰ کی محبت یا اپنے مقصد کی غیر معمولی محبت نہ رکھتا ہو اس کی دعا بالکل خشک دعا ہوتی ہے اسے پھل نہیں لگ سکتا، ظاہر ہے خشک درختوں کو کیسے پھل لگے گا۔ خشک ٹہنیاں تو جلانے کے کام آسکتی ہیں ان میں نشوونما کوئی نہیں ہوتی، ان میں سبزہ کوئی نہیں ہوتا۔

پس یہ تین طاقتیں ہیں جن کو ہمیشہ دعا میں یاد رکھنا چاہیئے۔ دوست دعا سے پہلے ان میں سے کسی نہ کسی طاقت سے تعلق جوڑیں۔ ان طاقتوں کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ دعا قبولیت کا درجہ پائے مثلاً سلسلہ کے لئے جو دعائیں دل سے اٹھتی ہیں ان میں لازماً ایک غم کا پہلو بھی پنہاں ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق رکھتے ہیں ان کا دل اس غم میں کٹتا رہتا ہے کہ لوگ کیوں بدزبانی کرتے ہیں اور کیوں ان سے دور ہیں اور ان کے مقام کو سمجھ نہیں سکتے اور ان کو پہچان نہیں سکتے پس اپنے محبوب کے خلاف باتیں سننے سے دل میں ایک شدید غم پیدا ہوتا ہے اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھو کے متعلق بددعا کی تو اس کے پیچھے

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت

کارفرما تھی۔ آپ کا دل اس قدر غم سے کٹتا تھا کہ آپ کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ اور وہ ساری دعائیں جو لیکھو سے تعلق رکھتی ہیں ان کو آپ پڑھ کر دیکھیں ان کے پیچھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت کارفرما ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار اس کو سمجھاتے رہے اور یہ لکھتے رہے کہ تم جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہو یہ چیز میری برداشت سے باہر ہے اس سے اس طرح میرا دل کٹ جاتا ہے کہ میں جو دعاؤں کے لئے مامور کیا گیا ہوں تمہارے لئے میرے دل سے بددعا نکل جاتی ہے اس لئے اس بددعا سے بچو اور میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بدزبانی سے کام نہ لو۔

اسی طرح وہ احمدی جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ہے جب وہ آپ کے خلاف گالیاں سنتا ہے تو اس کو پہلے یہ خیال نہیں آتا کہ یہ مولوی میرے خلاف آگ لگانے والے ہیں، میرے مکان کا کیا بنے گا، میرے بچوں کا کیا بنے گا، سب سے پہلے اس کے دل پر محبت کی چوٹ لگتی ہے اور وہ سوچتا ہے کہ کب تک ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف گالیاں سنیں گے اس غم سے جو دعا اٹھتی ہے جس کی جڑیں اس غم میں پیوستہ ہوتی ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ دعا نامقبول ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینی شروع کیں اور آپ کے اصحاب میں سے ایک جو اس وقت موجود تھے ان سے برداشت نہ ہو سکا اور انہوں نے آگے سے سخت کلامی کی یا اس کو پکڑنے کی کوشش کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو سختی سے روک دیا اور فرمایا صبر سے کام لیں ایسے موقع پر صبر کرنا چاہیئے۔ اس پر انہوں نے بے ساختہ جواب دیا کہ اپنے پیارے کے خلاف باتیں سن کر آپ سے تو صبر ہوتا نہیں اور ہمیں کہتے ہیں ہم آپ کے خلاف باتیں سن کر صبر کریں یہ نہیں ہم سے ہو سکتا۔ اس کے باوجود ادب واحترام اور عشق کا یہ بھی تقاضا تھا کہ کامل فرمانبرداری اختیار کی جائے اس لئے وہ باز تو رہے لیکن دل کی ایک ایسی بات کر گئے جس میں بڑی حکمت ہے لیکن اس فرق کو نہیں سمجھ سکے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے صبری اور ان کی بے صبری میں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو عارف باللہ تھے۔ آپ کو وہ شخص لاجواب نہیں کر سکا کیونکہ اگر آپ غور کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صبر تو خدا کے حضور گریہ وزاری میں ٹوٹا کرتا تھا دنیا میں تو نہیں ٹوٹتا تھا، خود کسی کے خلاف ہاتھ تو نہیں اٹھایا کرتے تھے، گالیوں کے جواب میں گالیاں تو نہیں دینے لگ جایا کرتے تھے۔ اس لئے بعض لوگ سیرت کے دوران یہ واقعہ بیان کرتے ہیں تو وہ جماعت کو اس کا صحیح مفہوم نہیں پہنچا سکتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوب کرارا جواب دیا اور

یہ جہالت کی بات ہے

یہ عرفان کی کمی کا نتیجہ ہے۔ اس کے جواب میں صرف ایک فلسفہ تھا کہ ہم محبت میں بے قرار ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ جہاں تک اس کے طرز عمل کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو صحیح روکا کیونکہ آپ جب لیکھرام سے بدزبانی سنتے تھے تو اس کو تو گالیاں نہیں دیتے تھے۔ آپ تو اپنے خدا کے حضور تڑپ تڑپ کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس لئے دعا میں ایک غم کی حالت پائی جانی ضروری ہے۔ اور غم کی یہ حالت بعض دفعہ اتنی شدید ہو جاتی ہے کہ ایک دہریہ اور مشرک کا غم بھی خدا تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور ایک غمگین اور مضطر کی دعا قبول فرما لیتا ہے لیکن وہ دعائیں جو اللہ کے لئے کی جائیں اور اس کے دین کے لئے کی جائیں اور دین کا غم ان دعاؤں کے پیچھے ہو ان دعاؤں میں اور عام دعاؤں میں زمین وآسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔

پس احمدیت کے لئے جب دوست دعائیں کریں تو خشک منہ سے دعائیں نہ کریں بلکہ غم محسوس کریں اور یہ غم کئی قسم کے ہیں۔ بنی نوع انسان سے جتنی سچی ہمدردی ہو اتنا ہی بنی نوع انسان کو بھٹکتا دیکھ کر ان کے لئے درد پیدا ہوتا ہے۔ مائیں بچوں کے لئے غم محسوس کرتی ہیں اگر ان کو غلط راہ پر دیکھیں تو کڑھ کڑھ کر جان دے دیا کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں جو طاقت تھی اس کے پیچھے یہ غم کام کر رہا تھا کیونکہ بنی نوع انسان سے آپؐ کو بہت زیادہ محبت تھی اور اللہ کی مخلوق سے آپ ایسا پیار کرتے تھے کہ کبھی کسی ماں نے اپنے بچے کو بھی اتنا پیار نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غیروں کے لئے آپؐ جو دعائیں کرتے تھے اس کا سرچشمہ اس بات میں تھا کہ

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۔ (الکہف۔ آیت ۷)

کہ اے محمد! تو ان لوگوں کے غم میں جو تیری مخالفت کر رہے ہیں، جو تجھے دکھ دے رہے ہیں، جو تجھے گالیاں دے رہے ہیں اپنے آپ کو ہلاک کرے گا۔ ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور اپنا نقصان اٹھا رہے ہیں۔

ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعراء: آیت ۴)

لیکن سورہ کہف کی آیت میں فرماتا ہے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا اس میں

اٰثَارِهِمْ سے یوں معلوم ہوتا ہے

کہ جیسے کوئی قافلہ ہلاکت کی طرف گزر گیا ہو اور پیچھے نشان چھوڑتا جا رہا ہو جیسے آگ میں داخل ہونے کے لئے یا ہلاکت کے گڑھے میں جانے کے لئے کچھ لوگ گذر رہے ہوں اور آواز نہ سن رہے ہوں اور بلانے پر واپس نہ لوٹیں ان کے نشانوں کو دیکھ کر کوئی تاسف سے رو رہا ہو اور اپنے خدا کے حضور یہ عرض کر رہا ہو کہ اے خدا! اس قوم کو کیا ہو گیا ہے میں ان کو بلاتا ہوں، میں ان کے لئے غم محسوس کرتا ہوں، میں ان کے غم سے کٹ رہا ہوں لیکن یہ میری بات کو نہیں سنتے۔ وہ اسف اور وہ غم کھا رہا ہے جو لوگوں کو غلط رستے پر چلتے ہوئے دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے ہیں تو ویسا دل بھی تو پیدا کرنے کی کوشش کریں اتنا نہ سہی پھر بھی اپنے ماحول کی تباہی کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ غم دل میں پیدا ہونا چاہیئے۔ اگر یہ غم نہیں ہے تو پھر دوستوں کی دعاؤں میں کوئی بھی اثر پیدا نہیں ہوگا۔ ہر چیز کے لئے طاقت ہونی چاہیئے۔ کتنی بڑی کار کسی کے پاس ہو کتنا بڑا جہاز کسی کے پاس ہو جب تک اس میں پٹرول یا ڈیزل ہی نہیں ہے اس نے چلنا کس طرح ہے۔

پس دعائیں منہ سے کہنے یا بننے کا نام نہیں ہے یا کچھ تخیل تعمیر کرنے کا نام نہیں ہے جب تک اس تخیل میں قوت داخل نہیں ہوتی اس وقت تک وہ تخیل اڑ نہیں سکتا، وہ کام نہیں کر سکتا، وہ کوئی جلوے نہیں دکھا سکتا۔ پس اپنی دعاؤں کو اس طاقت سے محروم نہ کریں۔

دعاؤں کے طاقت پانے کا ایک ذریعہ

غم ہے اور غم کسی کی سچی ہمدردی سے پیدا ہوتا ہے اس لئے اسلام کے لئے سچی محبت اور ہمدردی پیدا کریں اور اگر یہ پیدا نہیں ہوتی تو گرد وپیش پر نظر ڈال کر اس کی عادت ڈالیں اور اس کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے نفس کو تیار کریں اسی طرح تیار کریں جس طرح ایک آدمی ورزش کے ساتھ تیار کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فلسفہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر دعاؤں میں لذت پیدا نہ ہو اور خشوع نہ ہو رقت پیدا نہ ہو اور انسان محسوس کرے کہ بے طاقتی کا عالم ہے اس کے باوجود نہ تھکے اور نہ مایوس ہو اور تکلف سے کوشش شروع کر دے۔ اگر رونا نہیں آتا تو خدا کے حضور بناوٹ سے رونا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی حالت پر رحم آجائے گا۔ وہ غم جو مصنوعی طور پر اپنے چہرہ پر ظاہر کر رہا ہے اس کے دل میں لازماً اتر جائے گا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں خدا سے دعا کرو اور یہی دعا کرو کہ اے خدا! میں کیا کروں میری دعا میں لذت نہیں ہے، میری دعا میں طاقت نہیں ہے، تو مجھے طاقت عطا فرما۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی طور پر دعا کی توفیق عطا فرمائے گا۔

دوسرا جذبہ جس سے دعا طاقت پکڑتی ہے وہ خوشی ہے یعنی غم کے مقابل پر خوشی ہے لیکن خوشی وہ جو شکر میں بدل جائے۔ خالی خوشی کوئی بھی معنے نہیں رکھتی۔ لیکن کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے دونوں خزانے عطا فرمائے ہوئے ہیں اور وہ ان دونوں خزانوں سے ناواقف ہے اور ان کا استعمال نہیں جانتا۔ جس طرح پس ماندہ قوموں میں جو سائنس میں بہت پیچھے رہ گئی ہیں خدا تعالیٰ بڑے خزانے عطا کرتا ہے مثلاً آبشاریں اور دوسری معدنی طاقتیں عطا کرتا ہے لیکن وہ بیچاری لاعلمی کی وجہ سے اس سے استفادہ سے محروم رہ جاتی ہیں ان کو پتہ نہیں کہ پانی سے کس طرح فائدہ اٹھانا ہے، کانوں سے کس طرح فائدہ اٹھانا ہے، تیل سے کس طرح فائدہ اٹھانا ہے تو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو یہ خزانے عطا فرمائے ہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں کیا۔ یا غم ہے اور یا خوشی ہے اور قرآن اور سنت ہمیں بتاتے ہیں کہ اہل اللہ ان دونوں چیزوں کو طاقت میں تبدیل کر دیتے ہیں اور اپنے فائدہ کے لئے

ان سے عظیم الشان کام لیتے ہیں

غم بھی انسان کو خدا کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور خوشی بھی خدا کی طرف منتقل کر دیتی ہے لیکن وہ خوشی جو شکر میں تبدیل ہو جائے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ (السجدۃ ۳۲ آیت نمبر ۱۷)

وہ اللہ تعالیٰ کو خوف کی حالت میں بھی یاد کرتے ہیں اور طمع کے وقت بھی یاد کرتے ہیں جب انہیں کسی چیز کے ملنے کی خوشی ہوتی ہے۔ جب انہیں کوئی امید پیدا ہوتی ہے اس وقت بھی خدا یاد آجاتا ہے۔ جب کچھ ہاتھ سے ضائع ہوتا ہے یا ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے تب بھی خدا یاد آتا ہے۔

پس یہ وہ طاقتیں ہیں جن کو قرآن کریم دعا میں تبدیل کرنے کی ہدایت دے رہا ہے کہ یہ دعائیں ہیں جو مقبول ہوا کرتی ہیں۔ لیکن اکثر لوگ خوشی کی حالت میں خدا کو بھول جاتے ہیں اور صرف غم کے وقت ان کو خدا یاد آتا ہے اور غم کے وقت بھی جس طرح یاد آنا چاہیئے اس کا انکو پورا سلیقہ نہیں ہوتا کیونکہ بعض دفعہ غم کے وقت وہ مایوسی کا اظہار بھی کرنے لگ جاتے ہیں یا تقدیر کا شکوہ بھی شروع کر دیتے ہیں، یہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ خدا کا یہ کیا معاملہ ہے کہ کسی کو کچھ دے دیا اور کسی کو کچھ، ہم سے چھین لیا، اور فلاں سے نہ چھینا۔ تو اکثر بیچارے اپنا ایمان بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ یعنی جس طرح پانی سیلاب بن کر نقصان تو پہنچا دیتا ہے لیکن بجلی کی مشینوں کو نہیں چلا سکتا۔ اسی طرح وہ قومیں جن کو طاقتوں سے کام لینے کا سلیقہ نہ آئے ان کا یہی حال ہوتا ہے۔ سیلاب ان کے ہاں بھی آتے ہیں لیکن وہ ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں اور جن کے پاس سلیقہ ہوتا ہے وہ سیلابوں کو دیکھ کر ان کو ڈیم میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ یعنی وہ سیلابوں کے سامنے بند باندھتے ہیں پھر وہ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قرآن کریم بھی

ایک سائنٹیفک مذہب

پیش کرتا ہے اور بڑی باریکی اور حکمت اور فلسفہ کے ساتھ لوگوں کو وہ راہ سمجھا رہا ہے جن پر چل کر انسان ان چیزوں سے استفادہ کر سکتا ہے جو خدا نے عطا فرمائی ہیں پس غم سے بھی اور خوشی سے بھی استفادہ ہو سکتا ہے لیکن جیسا کہ غم سے بھی پورا استفادہ نہیں کیا جاتا خوشی سے تو اکثر اوقات استفادہ نہیں ہوتا۔ جب خوشی ملتی ہے تو انسان کہتا ہے دیکھو میری چالاکی سے مجھے یہ فائدہ ہو گیا یا خوشی ملتی ہے تو کہتا ہے دیکھو میری قسمت کا ستارہ کتنا بلند ہے۔ خوشیوں کے لئے ہی میں پیدا کیا گیا ہوں۔ غرض خوشیاں ملتی ہیں تو انسان خدا کو بھی بھول جاتا ہے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنا بھی بھول جاتا ہے اس طرح جب وہ اپنی ذات میں مگن ہو جاتا ہے تو اس میں ایک تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ بھی بنی نوع انسان سے مستغنی ہوتا ہے لیکن خدا کے رنگ میں نہیں، بلکہ شیطان کے رنگ میں اس میں تکبر کا ایک مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے، یہ خوشیاں میرے لئے ہیں۔ جو لوگ غموں میں مبتلا ہیں بے شک جہنم میں جائیں مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں تو اس طرح خوشیاں بھی ضائع جاتی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ غم ضائع جاتے تھے اور نہ خوشی ضائع جاتی تھی۔ ایک دفعہ آنحضورؐ ساری رات خدا کے حضور روتے اور گریہ وزاری کرتے رہے اور صبح جب نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو حضرت بلالؓ نے یہ پوچھا۔ یا رسول اللہ! آپ کو تو خدا نے بخشش کی ایسی خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ پہلی اور اگلی ہر قسم کی غلطیاں معاف ہیں جس کو اس دنیا میں اتنی عظیم الشان خوشخبری مل جائے اس کو رونے اور گریہ وزاری کی کیا ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں عبد شکور نہ بنوں۔ کیا میں خدا کا شکر ادا نہ کروں کہ اس نے مجھ پر اتنے انعام فرمائے ہیں۔ پس دیکھئے کہ ایک عارف باللہ کی خوشیاں بھی شکر میں ڈھلتی ہیں تو دعا بنتی ہیں اور آنکھوں سے شکر کے آنسو رواں ہوتے ہیں۔

پس یہ خزانہ تو ہر انسان کو کسی نہ کسی شکل میں ملا ہوا ہے۔ انسان کو کسی نہ کسی وقت خوشیاں میسر آتی ہیں۔ صبح جب وہ صحت کے ساتھ آنکھ کھولتا ہے تو عبد الشکور اس بات کو بھی شکر میں تبدیل کر دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعائیں سکھائیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ

آپؐ کیسے عبد شکور تھے

زندگی کا کوئی موڑ نہیں۔ زندگی کی کوئی تبدیلی نہیں جس میں آپؐ نے شکر کے کلمے بیان نہیں کئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر کے خدا کے اور فضل نہیں مانگے۔ آنحضورؐ جب نئے کپڑے پہنتے تھے اللہ کا شکر کرتے تھے۔ جب نئے موسم کا پھل آتا تھا خدا کا شکر کرتے تھے۔ جب صبح آنکھ کھولتے تھے تو شکر کرتے تھے کہ خدا نے مجھے اس نیند سے جو موت کی بہن ہے دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے۔ غرض زندگی کا کوئی لمحہ اور کوئی تبدیلی ایسی نہیں تھی جس میں آپ خوشی کو محسوس نہ کریں اور اس خوشی کو شکر میں تبدیل نہ کر دیں۔

پس خوشیاں تو دوستوں کو نصیب ہوتی رہتی ہیں مثلاً اچھا موسم ہو اچھی مجلس ہو اطمینان سے بیٹھے ہیں کوئی تکلیف نہیں کوئی دکھ نہیں اگر عبد شکور ہے تو اس بات کو بھی محسوس کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے فضل پر محمول کرتے ہوئے اس کا شکر کرے گا۔ انسانی مشینری کا ایک چھوٹا سا کل پرزہ بھی ذرا سا بگڑ جائے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرنے لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں کروڑوں فضل ہم پر ہر وقت نازل ہو رہے ہیں کہ ہم آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب آپ تکلیف محسوس کرتے ہیں تو لاکھوں کروڑوں فضلوں میں سے صرف ایک فضل نازل نہیں ہو رہا ہوتا جس کے نتیجہ میں آپ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ایک گردہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کے پیچھے بھی اسکے سارے عوامل کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے بلکہ بے شمار عوامل میں سے کوئی ایک کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور زندگی کے ذرے ذرے میں خدا تعالیٰ نے عوامل رکھے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور اس کو ہر قسم کے دکھ اور تکلیف سے بچا رہے ہیں۔ پس اگر

اللہ تعالیٰ کا فضل

ایک بہت معمولی جگہ سے بھی اٹھ جائے تو وہیں دکھ اور اور بے قراری پیدا ہو جاتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہی وہ چیز ہے جو آئندہ زندگی میں بیمار لوگوں کے لئے جہنم بنے گی۔ اس دنیا میں خدا بتاتا ہے کہ جس کو تم سمجھ رہے ہو کہ خدا کے فضل کے بغیر تم صحت مند ہو اور پھر رہے ہو اور کوئی تکلیف نہیں اور موجیں لوٹ رہے ہو اگر اللہ تمہاری جسمانی مشینری میں سے کروڑہا کروڑ بلکہ ان گنت محرکات میں سے ایک محرک کو بھی اٹھالے تو تم بے قرار ہو جاؤ گے، تمہارے لئے یہی زندگی جہنم بن جائے گی۔ فرمایا تم پھر مجھ سے کیوں غافل ہو۔ جب میرے پاس آتے ہو تو میرے فضلوں کے وارث بن کر پہنچو کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جب تعلق ٹوٹتا ہے اُس وقت بیماری پیدا ہوتی ہے، اُس وقت دکھ پیدا ہوتا ہے۔ اگر آپ عبد شکور بننا سیکھیں تو شکر کے ساتھ ساتھ آپ کو بے انتہا قوی اور طاقتور دعاؤں کی توفیق ملے گی۔ اور جو دعائیں خوشیوں کو شکر میں بدلنے سے پیدا ہوتی ہیں وہ دعائیں مقبول ہوتی ہیں = اور ان کے نتیجہ میں مزید فضل پیدا ہوتے ہیں۔ پس یہ دوسرا حصہ ہے یعنی طاقت کا سرچشمہ جس سے آپ تعلق جوڑیں کیونکہ آپ کا پہلے بھی تعلق ہے لیکن اکثر صورتوں میں آپ کو معلوم نہیں کہ کس طرح فائدہ اٹھانا ہے دعا کے قبول ہونے کے لئے

تیسرا مرکزی نقطہ

یا اندھی جس سے دعا طاقت پاتی ہے وہ محبت ہے۔ کسی مقصد سے محبت ہو جائے اس کے لئے انسان مجنون ہو جاتا ہے اور محبت کے نتیجہ میں جو دعائیں دل سے نکلتی ہیں خدا تعالیٰ ان کو قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ تبلیغ کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں اور جو تبلیغ نہیں کرتے ان میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں۔ کچھ تو کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ تو نہیں کرتے ہم دعا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اگر تبلیغ سے محبت ہو اور پیار ہو اور جنون ہو تو دعا ہی پر انحصار ہو اور انسان کوشش نہ کرے۔ دعا اور کوشش حقیقت میں کبھی الگ نہیں ہو سکتے۔ دعا نام ہے سنجیدگی اور سچائی کا۔ اور جو شخص سچائی سے کچھ حاصل کرنا چاہے وہ خود اس طرف بڑھتا ہے اور جب عاجز آجاتا ہے اس وقت دعائیں اس کے کام آتی ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ کھانا دیکھیں اور بھوک لگی ہو اور آپ دعا کرنے لگ جائیں کہ اے خدا! یہ کھانا اٹھ کر میرے منہ میں آجائے، میں اس تک نہیں پہنچنا چاہتا لیکن مجھے اس سے بڑی محبت ہے۔ ہاں اگر آپ ہاتھ بڑھائیں اور وہ آپ کے ہاتھ میں نہ آئے وہ اونچی جگہ پر پڑا ہو اور اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو پھر کوشش بھی کرتے چلے جائیں گے۔ اس کو پکڑنے کے لئے ساتھ اچھلتے بھی رہیں گے لیکن دعا بھی ساتھ بے اختیار جاری ہوگی۔ پس یہ دعا با مقصد دعا ہے۔ ایک محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اس لئے اگر آپ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی رکھتے اور دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں تو اس مقصد سے محبت پیدا کریں۔ جن لوگوں کو احمدیت سے عشق ہے اور پیار ہے ان کی دعاؤں میں تو ایک مجنونانہ کیفیت ہوتی ہے۔ جن کو اسلام سے سچی محبت ہوتی ہے وہ تو محبت سے ایسا بے قرار ہو جاتے ہیں کہ ان کی دعائیں جاگ اٹھتی ہیں اُن میں ایک زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک کہرام مچ جاتا ہے۔ کہاں محبت کرنے والے کی دعا اور کہاں محبت سے خالی انسان کی دعا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں پڑھیں تو سہی، وہ ابھی پوری کیفیت کو بیان نہیں کر سکتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے وقت ہوا کرتی تھی فرماتے ہیں ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ

مجھ میں طاقت ہی نہیں ہے کہ میں محمد مصطفےٰ ﷺ کے دین کا ضعف دیکھوں میرے جسم پر نظر فرماؤ

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

کام اللہ کا ہے اس نے کرنا ہے اور بندہ کا یہ حال ہے کہ بیقراری سے زمین پر تڑپ رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے خدا! میرے حال پر نظر کر میں مر جاؤں گا۔ اگر تو نے دیکھی تو میرا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ یہ تڑپ ہے جو محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اب کہاں یہ دعائیں جو محبت سے طاقت حاصل کر رہی ہوں اور کہاں وہ خالی خالی دعائیں کہ اللہ میاں اسلام کو فتح عطا فرما۔ اللہ میاں احمدیت کو فتح عطا فرما ان دونوں کیفیتوں میں بہت بڑا فرق ہے اس لئے

اپنی دعاؤں میں محبت پیدا کریں

محبت کا دوسرا حصہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کرنے کا نام ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مقصد سے محبت بھی انسان کے اندر ایک سوز و گداز پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن روحانی مقصد سے محبت ہو نہیں سکتی جب تک خدا سے محبت نہ ہو۔ اللہ ہی سے محبت ہے جو بنی نوع انسان کی محبت میں بدلتی ہے اللہ ہی سے محبت ہے جو مقصد سے عشق پیدا کر دیتی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غم اس کے سوا کیا تھا کہ اللہ ہے جو ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کا کوئی حساب نہیں ہے جس کا کوئی کنارا نہیں ہے۔ لامتناہی نعمتوں کا خزانہ ہے اور بنی نوع انسان اس سے غافل ہیں اور آپ کو اللہ سے ایک ایسی محبت تھی اور ایسا عشق تھا کہ بے خدا لوگوں کو دیکھ کر آپ کا دل جل جاتا تھا اور کٹ جاتا تھا۔ غرض یہ محبت دراصل خدا سے محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے یعنی مقصد سے محبت خدا ہی سے محبت کا ایک شاخسانہ ہے۔ پس یہ تو ٹھیک ہے کہ ہم نے

اعلیٰ مقصد کے لئے دعا

کرنی ہے لیکن اللہ سے محبت نہ ہو تو یہ دعائیں بے معنی سی ہو جائیں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے محبت کریں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سے آپ محبت کریں گے تو وہ مقصود بالذات بن جاتا ہے۔ اس کے بعد باقی ساری دعائیں ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ میخواہم از تو، نیز توئی

کہ اے خدا میری دعاؤں کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جہان میں تو ہی ہے جو مجھے پیارا ہے، میں جو کچھ تجھ سے مانگ رہا ہوں وہ تجھے ہی مانگ رہا ہوں تو مجھے مل جائے تو سب کچھ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت کے بغیر کوئی احمدی زندہ نہیں ہو سکتا نہ اس کی دعائیں زندہ ہو سکتی ہیں۔ اس لئے

خدا تعالیٰ کی محبت کے معیار کو بلند کریں

اکثر لوگ غفلت کی حالت میں دن گزارتے ہیں۔ وہ نہ غم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ خوشی سے اور نہ کسی مقصد سے لگاؤ رکھتے ہیں اور اس آخری مقام کو نہیں پا سکتے جو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت کا مقام ہے اور ان تینوں سے بالا ہے۔ ان سے اوپر ان کی منزل آتی ہے اور ایک احمدی جس نے دنیا میں بہت عظیم الشان کام کرنے ہیں اور انقلاب برپا کرنے ہیں اس کو سوچنا چاہیئے کہ اس کے پاس ہے کیا وہ کس طرح دنیا میں انقلاب برپا کرے گا۔ اگر جماعت احمدیہ اپنی ساری دنیا کی طاقتیں کسی ایک ملک میں اکٹھی کرتے اور صرف ظاہری طاقتوں پر انحصار کر کے وہاں انقلاب لانے کی کوشش کرے تو لازماً ناکام ہو جائے گی۔ کیونکہ دنیا کے ذرائع جماعت کے ذرائع سے بہت زیادہ آگے بڑھ چکے ہیں اور اگر جماعت احمدیہ کسی ایک ملک میں خالصۃً اللہ کی ہو چکی ہو اور اس کے تمام افراد بچے اور بوڑھے، عورتیں اور مرد سب اہل اللہ بن جائیں اور اللہ سے محبت کرنے لگیں اور ساری دنیا کی تقدیر بدلنے کے لئے دعائیں کریں تو اس ایک ملک کی دعائیں ساری دنیا کی تقدیر بدل دیں گی۔

یہ وہ مرکزی نقطہ ہے جس کو بھلا کر دوست کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اہل اللہ بننا پڑے گا یعنی اللہ سے محبت کرنی پڑے گی۔ اور خدا سے جتنے دور ہیں اتنی بیقراری دکھانی پڑے گی۔ خدا کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مذہب کا مقصد ہی کچھ نہیں ساری بے معنی باتیں ہیں۔ یہ ساری بے مقصد ورزشیں رہ جاتی ہیں، عبادت اور کوشش اور قربانیاں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں اگر محبت الٰہی نہیں ہے۔ اور یہ سب سے آسان کام بھی ہے اور سب سے اعلیٰ کام بھی ہے۔ اللہ کی محبت کو دل میں پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ جس رنگ میں بھی اور جس طرح بھی آپ خدا سے پیار کی باتیں کر سکتے ہیں وہ کرنی شروع کر دیں۔ صبح، دوپہر اور رات کو یہ خیال کریں کہ جب بھی کوئی بات ہو یا

تبدیلی ہو تو سب سے پہلے خدا یاد آئے۔ خوشی پہنچے تو پہلے خدا یاد آئے، غم پہنچے تو پہلے خدا یاد آئے۔ خوف ہو تو پہلے خدا یاد آئے۔ کچھ ملے تو خدا یاد آئے۔ کچھ کھوئیں تو خدا یاد آئے اپنے بچوں کو پیار سے دیکھیں تو خدا یاد آئے۔ اپنے ماں باپ پر نظر کریں تو خدا یاد آئے یعنی سارے ماحول میں اور شش جہات میں آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں ہر طرف اللہ تک پہنچنے کی بصیرت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے لئے بھی دعائیں کریں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خدا اگر ظاہر ہو تو ہر جگہ موجود ہے اس لئے اس کا ایک نام ظاہر بھی ہے۔ وہ باطن بھی ہے اور ظاہر بھی ہے۔ ان لوگوں کے لئے ایک معنے میں باطن ہے جو غفلت کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں۔ ساری کائنات میں موجود ہونے کے باوجود، ہر ذرہ میں موجود ہونے کے باوجود وہ چھپا ہوا ہے اور کسی کو نظر نہیں آتا اور وہ ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ ان لوگوں پر جو محبت اور پیار کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں، ان کو ہر جگہ خدا ہی خدا نظر آنے لگتا ہے۔

چنانچہ

ایک بزرگ کا واقعہ

آتا ہے کہ ایک دفعہ ان کے سامنے لڈوؤں کا ٹوکرا آیا اور باقی جو ان کے شاگرد تھے ان میں لڈو تقسیم کئے اور ہر ایک کے حصہ میں کئی کئی لڈو آئے لیکن وہ اپنے اپنے حصے کے لڈو کھا کر چند منٹوں میں فارغ بھی ہو گئے اور وہ بزرگ اس وقت ایک خاص کیفیت میں تھے۔ یہ مطلب تو نہیں کہ وہ ہمیشہ اسی طرح کھایا کرتے تھے۔ اگر وہ اسی طرح ہمیشہ کھاتے رہیں تو کسی بزرگ کا ایک لڈو مہینے میں بھی ختم نہ ہو مراد صرف اتنی ہے کہ بعض خاص عشق کی حالتیں ہوتی ہیں ان میں انسان جب ڈوبنے لگتا ہے تو ایک دانے میں بھی ڈوب جاتا ہے۔ اور اہل اللہ پر ایسی حالتیں آجایا کرتی ہیں۔ بہرحال انہوں نے لڈو ہاتھ میں پکڑا اور اس میں سے ایک دانہ منہ میں ڈالا اور ان کا وہی دانہ ختم نہیں ہو رہا تھا اور دوسرے لوگ اپنے حصہ کے لڈو کھا چکے تھے۔ تب ایک شاگرد نے ان سے پوچھا کہ آپ نے لڈو ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے اور ابھی ایک ہی دانہ کھایا ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں انہوں نے کہا جس جہان میں میں پہنچا ہوا ہوں اور جو لذتیں میں اٹھا رہا ہوں تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے جب لڈو کا ایک دانہ منہ میں رکھا تو مجھے خیال آیا کہ اس میں ایک جزو میٹھا ہے اور اس میٹھے کو خدا تعالیٰ نے مجھ تک پہنچانے کے لئے کتنا عظیم کارخانہ جاری کیا ہوا ہے۔ ایک دن ایک زمیندار اٹھا اور ہل لے کر ایک کھیت کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اس نے محنت کی اور وہاں اس نے ایک بیج بویا اور پھر سارا سال اس کی پرورش کی، اس کو پانی دیا اس کی حفاظت کی، اس کو کاٹا پھر اس کا رس بنایا، پھر اس پر اس نے محنت کی، آگ جلانے کیلئے کوشش کی، کچھ ذرے میرے مقدر میں تھے کہ وہ میرے منہ میں پہنچیں گے اور وہ ساری محنتیں اس لئے ہو رہی تھیں کہ خدا کے ایک بندہ تک ایک مٹھاس پہنچ جائے کہتے ہیں میں سوچتے سوچتے یہاں پہنچا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اس شخص کی محنت سے پہلے ہزارہا لوگوں کی لامتناہی محنتیں تھی ہیں اور وہ ساری اس کھانڈ کے ذرے میں پہنچ چکی ہیں جنہوں نے لوہے کو کانوں سے نکالا اور اس سے وہ اوزار بنائے اور پھر ان کے نتیجہ میں اس نے ہل بنایا اور کئی ایسے تھے۔ پھر جنہوں نے لکڑی پر کام کیا اور وہ لوگ جو ہزاروں سال پہلے ان چیزوں کے موجد بنے۔ اور ورثہ لوگوں نے آگے فیض پائے۔ یہ سارے زمانہ کی محنتیں اور سارے زمانہ کی دماغی کاوشیں جو اس پھل پر منتج ہوئیں جس پھل کو زمین میں گاڑا گیا اور اس سے پھر آگے زمین کو کاشت کیا گیا۔ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کی تھیں کہ خدا کے بندے ان سے فائدہ اٹھائیں اور پھر میٹھا بنے اور وہ میٹھا کسی کے منہ تک پہنچے تو مجھے یوں لگ رہا تھا کہ

قدرت کا سارا کارخانہ

مجھ تک ایک مزہ پہنچانے کے لئے وقف ہوا ہوا ہے۔ پھر اس کے دوسرے اجزاء کی طرف توجہ گئی۔ اب یہ اتنا لمبا مضمون ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ایک شخص جو اس مضمون میں ڈوب رہا ہو اور اس سے مزے اٹھا رہا ہو اس کے نزدیک اس وقت بظاہر اس لڈو کی کوئی بھی قیمت نہیں رہتی، وہ غائب ہو جاتا ہے، اور خدا ظاہر ہو جاتا ہے اس کو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کی صفت ظاہر کہ اس بندوں کے لئے جو اس سے پیار کرتے ہیں بعض دفعہ اس طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہر مادی چیز غائب اور باطن میں چلی جاتی ہے اور صرف خدا ہی خدا نظر آ رہا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے تو لاکھوں کروڑوں رستے ہیں اور جس رستہ پر آپ خدا کو ڈھونڈیں گے وہاں خدا آپ کو نظر آئے گا اور وہ آپ کے لئے ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔ جس کے لئے خدا ظاہر ہو جائے اس کے مقابل پر دنیا کی کوئی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ ناممکن ہے کہ پھر اس پر دنیا کی کوئی طاقت حملہ کرے اور اسے ناکام بنا سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جتنی خوشخبریاں عطا کرتا جاتا ہے اتنا ہی میرے دل میں یہ فکر بڑھتا جاتا ہے کہ کاش ہم عبد شکور بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکروں میں شمار نہ کرے۔ وہ ہم پر فضل فرما رہا ہے ہمارے استحقاق کے بغیر، وہ ہم پر رحمتیں نازل فرما رہا ہے باوجود اس کے کہ ہم بہت گناہگار اور کمزور ہیں اور اس کے فضلوں کا پورا حق ادا نہیں کر رہے، اس کے باوجود اس کی رحمت کے فرشتے ہماری حفاظت بھی کر رہے ہیں اور ہمیں نئی نئی خوشخبریاں بھی عطا کر رہے ہیں۔ ہمیں برکتوں پر برکتیں دیتے چلے جا رہے ہیں اور ہمیں ساری دنیا میں پھیلاتے چلے جا رہے ہیں، ہمارے ایمان کو بڑھا رہے ہیں، ہمارے اخلاص کو بڑھا رہے ہیں، ہماری خوشیوں میں برکت دے رہے ہیں۔ ہمارے اموال ہماری جانوں ہماری اولادوں میں برکت پر برکت دیتے چلے جا رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس

مجھے یہ غم کھاتا ہے

کہ ہم عبد شکور بھی بن رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم عبد شکور بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے شکر کے نتیجہ میں دل میں محبت پیدا ہو جائے تو اس کے فضلوں کی کوئی انتہا ہی نہیں رہے گی۔ ساری دنیا کے خزانے آپ کے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ تمام دنیا کی طاقتوں کی کنجیاں آپ کو پکڑائی جائیں گی۔ تمام دنیا کی ملکیت میں خدا اپنے ساتھ شامل کر لے گا۔ یہ ہے محبت کا آخری نتیجہ! اس لئے فکر کریں اور محبت پیدا کریں۔ محبت کے لئے نہ علم کی ضرورت ہے اور نہ دولت کی ضرورت ہے نہ کسی اور دنیوی ذرائع کی ضرورت ہے جس کے متعلق کوئی کہے کہ مجھے حاصل نہیں۔ ایک درویش، ایک فقیر، ایک غریب اور ایک مسکین جو بظاہر دنیا کی نعمتوں سے محروم ہوتا ہے وہ بھی اگر خدا سے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ والا بن جاتا ہے، اولیاء میں شمار ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا عجائب کام دکھاتا ہے۔ یہ ہے محبت کا کرشمہ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

اے محبت! میں تجھ پر فدا ہوں تو نے عجیب کام کر کے دکھا دیئے ہیں۔ اللہ کی مجھے ایسی محبت عطا ہوئی اور اللہ کی محبت نے وہ کرشمے دکھائے کہ اب یار کے لئے زخم پہنچے یا مرہم عطا ہو دونوں کا ایک ہی مزہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ خدا کی راہ میں جب میں تکلیفیں اٹھاتا ہوں تب بھی مزے اٹھا رہا ہوتا ہوں، خدا کی طرف سے جب نعمتیں مل رہی ہوتی ہیں تب بھی میں مزے اٹھا رہا ہوتا ہوں۔

پس یہ محبت ہی ہے جو عجیب کرشمے دکھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی خالص محبت جماعت کو عطا فرمائے اور عبد شکور بنائے اور یہ طاقت بخشے کہ ان کے غم بھی خدا کی طرف سے جائیں اور خوشیاں بھی ان کو خدا کی طرف لے جائیں اور وہ خدا کو اپنا ذاتی مقصود بنا لیں۔ ایسی جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور یہ جماعت

ایک جنت کا نمونہ

ہے۔ آپ کی جنتیں جن کی آپ راہ دیکھ رہے ہیں وہ اسی بات میں ہیں۔ یہ آپ کو نصیب ہو جائے تو آپ اس جنت کو پالیں گے جن کی اللہ تعالیٰ خوشخبریاں عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک پہنچا دیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھنگ اور ضلع ملتان میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد کو شہید کر دیا گیا

ایک احمدی کو چنیوٹ میں زدوکوب کیا گیا

محراب پور کے سانحۂ قتل کے بعد لاقانونیت کی مزید وارداتیں

نظم و نسق کے ذمہ دار حکومتی ادارے توجہ کریں: نظارت امور عامہ کا پریس ریلیز

ربوہ ۲۲ اپریل۔ نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے ایک پریس ریلیز میں بتایا ہے کہ محراب پور میں مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب کی شہادت کے بعد گزشتہ چند روز کے دوران جماعت احمدیہ کی دو مساجد واقع جھنگ شہر اور باگڑ سرگانہ ضلع ملتان کو بھی آگ لگا دی گئی ہے۔ اسی طرح سے چنیوٹ میں ایک بزرگ احمدی کو جن کی عمر تقریباً ۷۰ سال ہے۔ شرپسندوں نے پکڑ کر مارا اور ایک صریحاً غلط الزام لگا کر ان کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

پریس ریلیز میں ان افسوسناک واقعات کی تفصیل بیان کرنے کے علاوہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملک کا امن و امان درہم برہم کرنے کے ان واقعات کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

نظارت امور عامہ کے مطابق ۱۹۔ اور ۲۰ اپریل کی درمیانی رات ڈیڑھ بجے محلہ پالوالا جھنگ شہر کی ایک مسجد کو جو شہر سے باہر تریموں ہیڈ کی طرف جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ بعض شرپسندوں نے آگ لگا دی۔ اسی طرح مورخہ ۲۰ اپریل بعد نماز جمعہ مقامی مسجد کے امام کے آگ لگانے پر بعض شرپسند عناصر نے مسجد احمدیہ باگڑ سرگانہ ضلع ملتان پر حملہ کیا اور مسجد کو ٹریکٹر کے ذریعے مسمار کرنے کے بعد ملبہ اور مسجد کا دیگر سامان جس میں قرآن کریم کے نسخے بھی شامل تھے۔ پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

نظارت امور عامہ نے بتایا ہے کہ مورخہ ۱۸ اپریل کو ربوہ کے ایک شہری مکرم سید نیاز محمد شاہ جن کی عمر تقریباً ستر سال ہے اور جو اڈہ لاریاں ربوہ پر کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرتے ہیں سودا سلف لینے چنیوٹ گئے۔ وہاں مولوی منظور احمد چنیوٹی کے بعض شاگرد ان کے پیچھے لگ گئے اور ان کو پکڑ کر مولوی منظور احمد چنیوٹی کے مدرسہ میں لے گئے وہاں پر سید نیاز محمد شاہ کو زدوکوب کیا گیا جس کے دوران ان کے کپڑے پھٹ گئے اور جسم پر متعدد چوٹیں آئیں۔ بعد ازاں اس نام نہاد دینی مدرسہ کے یہ طلباء مکرم سید نیاز محمد شاہ کو اس جھوٹے الزام میں تھانے لے گئے کہ یہ ہمیں تبلیغ کرتے آئے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

نظارت امور عامہ نے اپنے پریس ریلیز میں کہا ہے کہ یہ سارا الزام خود تراشیدہ اور خلاف واقعہ ہے۔ بہرحال ان شرپسندوں کے کہنے پر مکرم سید نیاز محمد شاہ صاحب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اور ان کو جوڈیشل حوالات میں بند کر دیا گیا ہے۔

نظارت نے اپنے پریس ریلیز میں حکومت کو ان واقعات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ شرپسندوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور ان کو ملک کا امن و امان برباد کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔ ساتھ ہی نظارت امور عامہ نے احمدی احباب کو چوکس رہنے اور اپنی مساجد پر پہرہ دینے کی تلقین کی ہے اور کہا ہے کہ ہمارا اصل انحصار دعاؤں پر ہے۔ اس لئے جملہ احباب پوری پابندی سے ہر جگہ نماز تہجد اور نوافل کا التزام کریں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو دعائیں بتائی ہیں، التزام اور پابندی سے ان کا ورد کرتے رہیں۔ نیز ہر قسم کی واردات فوری طور پر باقاعدہ مقامی حکام کے نوٹس میں لائی جائے۔

خوبصورت اور مضبوط دانتوں کے لئے
- جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
- ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں
- دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے۔

شریف ڈنٹل کلینک
نزد مسجد اقصیٰ ربوہ فون نمبر ۵۴۳
نظر اور دھوپ کی عینکوں کیلئے شبیر آپٹیکل سروس

اکاؤنٹنٹ کی ضرورت
بیوت الحمد سوسائٹی ربوہ کو ایک اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے جو سوسائٹی کے حساب کتاب آمد و خرچ کا ریکارڈ رکھ سکے۔
ایسے احباب جو اکاؤنٹنسی جانتے ہوں اپنے صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۲۵/۴/۸۴ تک نظارت امور عامہ میں تشریف لائیں۔
(صدر بیوت الحمد سوسائٹی ربوہ)

اکسیر اپھارہ
شتھل اور برسیم سے ہونے والا جانوروں کا اپھارہ منٹوں میں غائب۔
قیمت فی پیکٹ: -/۳ روپے
درجن -/۲۷ گرس ۳۰۲/۴۰ روپے
علاوہ بونس
تفصیلات کے لئے: کیور ہیومیڈیسن گائیڈ -/۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر حاصل کریں۔
کیور ہیومیڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون 606/607

نعیم جنرل سٹور
مین بازار شیخوپورہ
پیپر پیڈ پنسل
عمدہ ورائٹی

اعلان افتتاح
ہم بڑی مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ PICK AND PAY SHOPING CENTRE پک اینڈ پے شاپنگ سنٹر کا افتتاح مورخہ ۲۲/۴/۸۴ بروز اتوار کر دیا ہے۔ جس میں درج ذیل اشیاء دستیاب ہو سکیں گی۔
• لیڈیز پرس و بیگ • دوپٹے • آرٹیفیشل جیولری • بچوں و بچیوں و مستورات کے سرگارمنٹس • مختلف ڈیزائنوں میں گوٹہ کناری • بچوں اور بچیوں کے لئے کھلونے • ڈیکوریشن پیسز • شوپیسز کے علاوہ اور بہت سی نئی اشیاء شامل ہیں۔
تشریف لا کر ملاحظہ فرمائیں اور ہمیں اپنی خدمت کا موقعہ دیں۔ شکریہ!
محمود احمد کھوکھر PICK AND PAY SHOPING CENTRE
۲/۳ راجہ مارکیٹ کالج روڈ بالمقابل جامعہ گیٹ۔ ربوہ

سرمہ طفیل -/۱۱ روپے کورس ۳ شیشی
عرق نور -/۲۰ بمعہ ڈبی
مفید معدہ -/۶
اکسیر کثرت پیشاب چھوٹی -/۱۵ بڑی شیشی -/۲۵
حب بواسیر قیمت -/۸۴ گولی -/۲۸
اکسیر دمہ توڑ
حبوب اکسیر اٹھرا ۳۶ روپے
اکسیر تبخیر معدہ -/۲۵
سرمہ شفا نور -/۲۵
اکسیر کھانسی و نزلہ -/۶
ہاضمینا سیرپ -/۵ روپے
بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام تفصیلی لٹریچر مفت حاصل کریں
صحیح تشخیص ہمدردانہ مشورہ۔ مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے اور فیس نہیں لی جاتی۔
دواخانہ حکیم محمد طفیل ربوہ (سابق صدر میونسپل کمیٹی تحصیل چوہی) معرفت کوثر کلاتھ ہاؤس اندرون گلی گول بازار ربوہ